

ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 9 اپریل 1965

کمشنر انکم ٹیکس، یوپی۔

بنام

کنورتری وکرم نارائن سنگھ

[کے سباراؤ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری، جسٹسز]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11، سال 1922)، ذیلی دفعات 2(1)(a) اور 4(3) (viii)۔ زرعی آمدنی۔ نوعیت۔

جواب دہندہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان کا سربراہ تھا اور ایک جاگیر دار کی اولاد تھا۔ ضلع میں جاگیر داروں اور زمینداروں کے درمیان کچھ تنازعات 1837 میں برطانوی حکومت اور اس وقت کے جاگیر داروں کے مابین ایک سمجھوتے کے ذریعہ حل ہوئے تھے، جس کے تحت، حکومت نے جاگیر دار اور اس کے وارثوں کو جاگیر کی آمدنی کے ایک چوتھائی کی بنیاد پر مستقل طور پر پنشن دی تھی۔ اس انتظام سے جاگیر سے حاصل ہونے والی رقم زمینداروں کی طرف سے براہ راست حکومت کو ادا کی گئی اور جاگیر دار اور اس کے جانشین اب جاگیر کے مالک نہیں رہے اور صرف پنشن کے حقدار بن گئے۔

انکم ٹیکس افسر نے مدعا علیہ کے ذریعہ پنشن کی وصولی کو اس کی باقاعدہ آمدنی کے حصے کے طور پر جانچا اور مؤخر الذکر کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ وصولی کی گئی رقم انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 4(3)(viii) کے معنی کے اندر زرعی آمدنی تھی۔

اپیل میں اسٹینٹ کمشنر نے مدعا علیہ کی دلیل کو قبول کر لیا لیکن ٹریبونل نے اس فیصلے کو رد کر دیا۔ ہائی کورٹ نے ایک ریفرنس پر مدعا علیہ کے حق میں اس بنیاد پر فیصلہ سنایا کہ 1837 کے سمجھوتے کے تحت حاصل کردہ حق خالص اراضی محصولات کی وصولی میں ایک چوتھائی حصہ کا حق ہے اور اس کے علاوہ جاگیر داروں کے جانشینوں کو ملنے والی رقم سال بہ سال مختلف ہوتی

ہے۔ سپریم کورٹ میں دائر اپیل میں مدعا علیہ کی طرف سے یہ بھی دلیل دی گئی تھی کہ وصول کی گئی رقم سرمائے کی رسید کی شکل میں ہے، جو جاگیر دار اور اس کے جانشینوں کو جاگیر کی زمینوں کا مالکانہ حق چھوڑنے کے معاوضے کی ادائیگی ہے۔

حکم ہوا کہ:- (i) 1837 کے سمجھوتے اور انتظام کے تحت مدعا علیہ کو زمین یا اس کے سلسلے میں ادا کی جانے والی زمین کی آمدنی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ [704 A]

ریاست اتر پردیش بمقابلہ کنور شری تری و کرم نارائن سنگھ، [1962] 213 S.C.R.3 پر انحصار کیا گیا ہے۔

چونکہ اس معاملے میں آمدنی کا ذریعہ 1837 کا انتظام تھا، لہذا آمدنی کو ایکٹ کے دفعہ 2(1) (a) میں زرعی آمدنی کی تعریف کے معنی کے اندر زمین سے حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر آمدنی سال بہ سال مختلف ہوتی ہے، تب بھی آمدنی کا ذریعہ انتظام تھا نہ کہ زمین۔

[705 G]

مہاراج کمار گوپال سرن نارائن سنگھ بمقابلہ C.I.T بہار اور اڑیسہ، 237 I.T.R.3، C.I.T بہار اور اڑیسہ بمقابلہ راجا بہادر کا مکھیا نارائن سنگھ و دیگران، 325 I.T.R.16، مسسز باچا ایف گزدار بمقابلہ C.I.T بمبئی 27، 1.T.R.، مہاراجا دھیراجاسر کا میٹھور سنگھ بمقابلہ C.I.T بہار اور اڑیسہ، 169 I.T.R.41 پر انحصار کیا گیا۔

(ii) مدعا علیہ کے ذریعہ وصول کی گئی رقم سرمائے کی وصولی نہیں تھی بلکہ محصولات کی آمدنی تھی اور اس لئے قابل ٹیکس تھی۔

جہاں کسی جائیداد کا مالک مستقل سالانہ کے لئے سرمائے کے اثاثے کا تبادلہ کرتا ہے تو یہ عام طور پر اس کے ہاتھوں میں قابل ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنی جائیداد کو قسطوں میں ادا کی جانے والی سرمائے کی رقم میں تبدیل کرے تو حیثیت مختلف ہوگی۔ اس طرح کی قسطیں وصول ہونے پر آمدنی کے طور پر ٹیکس کے قابل نہیں ہوں گی۔ لیکن موجودہ معاملے میں ایسا کوئی مواد نہیں

تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وصول کی گئی رقم اس نوعیت کی قسط تھی۔ [706 H-707 C]

کمشنر آف ان لینڈ ریونیو بمقابلہ ویسلین اینڈ جنرل ایشورنس سوسائٹی، 11 T.C.30، اور پیرن بمقابلہ ڈکسن 608 T.C.14، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 68، سال 1964۔

انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 307، سال 1957 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 27 جولائی 1959 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف اپیل۔

درخواست گزار کی طرف سے سالیٹر جنرل ایس وی گپتے، آرگنٹٹی ایر اور آراین سمجھتی شامل ہیں۔

جواب دہندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھ شاستری اور ایس پی ورما۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سیکری نے سنایا۔

سیکری، جسٹس۔ الہ آباد ہائی کورٹ کی جانب سے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66A(2) کے تحت دیے گئے سرٹیفکیٹ کے مطابق یہ اپیل اس ایکٹ کے تحت ایک ریفرنس میں ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف کی گئی ہے۔ اپیلٹ ٹریبونل نے جس سوال کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

"کیا انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ 3 کی شق (8) کی صحیح تشریح کی بنیاد پر 1949-50 کے پچھلے سال کے دوران ٹیکس دہندگان کو الاؤنس کے طور پر ملنے والی -/36,396 روپے کی رقم ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کے تحت ٹیکس کے قابل ہے؟"

اس معاملے کے بیان میں بیان کردہ متعلقہ حقائق درج ذیل ہیں: ٹیکس دہندہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان ہے جس کی سربراہی شری تری وکرم نارائن سنگھ کر رہے ہیں جو شری بابو اوسن سنگھ کی اولاد ہیں جو بنارس ضلع میں اوسن گنج ریاست کے اصل بانی اور مالک تھے۔ بنارس ضلع پہلے اودھ علاقے کا حصہ تھا۔ 1775ء میں یا اس کے آس پاس ایسٹ انڈیا کمپنی کے نواب آصف دولہ کے درمیان ہونے والے ایک معاہدے کے تحت صوبہ بنارس کو برطانوی حکومت کے حوالے کر دیا گیا۔ برطانوی حکومت نے راجا چیت سنگھ کو راج کا حکم دے دیا جس کے بدلے میں پرگنہ سید پور اور بھٹری کی جاگیر ہمیشہ کے لئے بابو اوسن سنگھ کو دے دی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ 1796 میں بابو کے درمیان کچھ تنازعات تھے۔ اوسن سنگھ اور ضلع کے زمیندار اور اس معاملے کو بنارس کے کلکٹر نے کلکتہ میں بورڈ آف ریونیو کو بھیج دیا تھا۔ جاگیرداروں اور زمینداروں کے درمیان تنازعات بالآخر 1837 میں برطانوی حکومت اور اس وقت کے جاگیردار ہرنارائن سنگھ کے درمیان ایک سمجھوتے کے ذریعہ ختم ہو گئے جس کے تحت برطانوی حکومت نے بابو ہرنارائن سنگھ اور ان کے وارثوں کو مستقل طور پر -/36,322-8-0 روپے

کی پنشن دی۔ اس پنشن کی مقدار کا حساب جاگیر کی آمدنی کے ایک چوتھائی حصے کی بنیاد پر لگایا گیا تھا۔ اس انتظام کے ذریعے جاگیر کا ریونیو یا زمین جمع کرنا زمینداروں کی طرف سے براہ راست حکومت کو ادا کیا گیا اور پنشن کی منظوری سے بابو ہرنارائن سنگھ اور ان کے جانشین اب پرگنہ یا جاگیر کے مالک نہیں رہے اور صرف پنشن کے حقدار بن گئے۔ وہ خط جس کے ذریعے پنشن کی رقم -/0-8-36,322 روپے مقرر کی گئی تھی، 7 جولائی، 1837 کی تاریخ ہے اور یہ مسٹر ایچ ایلٹ، سکریٹری صدر بورڈ آف ریونیو، این ڈیلوپنی الہ آباد سے لے کر مسٹر جے تھامپسن، آفنی تک تھا۔ لیفٹیننٹ گورنمنٹ کے سکریٹری، این ڈیلوپنی۔"

بابو ہرنارائن سنگھ اور ان کے وارثوں کو حکومت کی طرف سے سال بہ سال باقاعدگی سے پنشن ادا کی جاتی تھی۔ تخمینہ سال 1949-50 کے پچھلے سال کے دوران، ٹیکس دہندگان کو مذکورہ پنشن کی مد میں -/36,396 روپے کی رقم ملی تھی۔ انکم ٹیکس افسر نے ٹیکس دہندگان کے اعتراض کے باوجود کہا کہ یہ ٹیکس دہندگان کی باقاعدہ سالانہ آمدنی ہے اور زرعی انکم ٹیکس کے زمرے میں نہیں آتی ہے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ "درحقیقت یہ آمدنی حکومت کی قانونی ذمہ داری سے پیدا ہوئی ہے کہ وہ اس کی ادائیگی کرے، اور اگرچہ حکومت نے اسے اس شخص سے واپس لیا جس کے ساتھ زمین آباد کی گئی تھی، لیکن مالکانہ کے نسب کے درخت میں زمین دوسرے درجے میں ظاہر ہوتی ہے، لیکن اس کا فوری اور مؤثر ذریعہ اس کی ادائیگی کرنا حکومت کی قانونی ذمہ داری ہے، اور یہ ذمہ داری انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت زمین نہیں ہے، جیسا کہ C.I.T. بمقابلہ راجا بہادر کا لکھنارائن سنگھ (1)"۔

ٹیکس دہندگان نے اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر سے اپیل کی جس میں کہا گیا ہے کہ ضلع غازی پور کی تحصیل سید پور کے لینڈ ریونیو کے سلسلے میں درخواست گزار کو مختلف اور غیر معینہ رقم کی مبینہ نقد گرانٹ واضح طور پر انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 2(1) کے تحت زرعی آمدنی کی تعریف کے اندر آتی ہے۔

انکم ٹیکس افسر نے انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں اپیل کی۔ ٹریبونل نے قرار دیا کہ -/36,396 روپے کی رقم ایکٹ کے تحت ٹیکس کے لئے قابل وصول ہے کیونکہ آمدنی زرعی آمدنی نہیں تھی "حالانکہ پنشن کا تعین کرایہ جمع کرنے کی مقدار کے لحاظ سے کیا گیا تھا یا زمین کو پنشن کا فوری ذریعہ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ پنشن کا ذریعہ جاگیر دار کے مالکانہ حقوق کو ختم کرنے کے لئے

حکومت کی ذمہ داری تھی اور جب آمدنی کا فوری ذریعہ زمین یا زمین سے کرایہ جمع کرنا نہیں تھا، تو یہ کہنا مشکل ہے کہ ٹیکس دہندہ کی وصولی انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4(3)(viii) کے معنی کے اندر زرعی آمدنی تھی۔

ہائی کورٹ نے کہا کہ 7 جولائی 1837 کے خط کی زبان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو حق دیا گیا تھا وہ تحصیل کے قیام کے اخراجات میں کٹوتی کے بعد خالص اراضی محصولات کی وصولی میں ایک چوتھائی حصے کا حق تھا۔ اس نے اس حقیقت پر بھروسہ کیا کہ بابو ہرنارن سنگھ کے جانشینوں کو جو رقم ملی تھی وہ سال بہ سال مختلف ہوتی رہی۔ عدالت نے کہا کہ خط کی زبان اور فریقین کے اس طرز عمل سے صرف یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ 7 جولائی 1837 کے خط میں درج اس تصنیف کے ذریعے بابو ہرنارن سنگھ اور ان کے جانشینوں کو زمین کے محصولات کی وصولی کے ایک چوتھائی حصے پر مستقل طور پر حق دیا گیا تھا نہ کہ صرف اس بنیاد پر حساب کی گئی رقم وصول کرنے کا حق۔ اس کے مطابق ہائی کورٹ نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے فاضل ایڈیشنل سالیسٹر جنرل نے دلیل دی کہ 7 جولائی 1837 کے خط کی صحیح تشریح کے مطابق ٹیکس دہندگان کو لینڈ ریونیو میں کوئی حق نہیں دیا گیا تھا۔ وہ ریاست اتر پردیش بمقابلہ کنور شری تری و کرم نارائن سنگھ⁽¹⁾ میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کرتے ہیں۔ یہ معاملہ الہ آباد ہائی کورٹ میں موجودہ مدعا علیہ کی جانب سے دائر کی گئی رٹ پٹیشن کی وجہ سے سامنے آیا تھا جس میں ریاست اتر پردیش سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ پرگنہ "سدپور کھیتری" کے سلسلے میں ہرنارن سنگھ کی موروثی جائیداد کے بدلے میں ادا کی جانے والی پنشن، الاؤنس یا ملاکہ کی باقاعدگی سے ادائیگی کے حق میں مداخلت نہ کرے اور اس کی ادائیگی کا حکم دے۔ "پنشن، الاؤنس یا ملاکہ" جیسا کہ واجب الادا تھا۔ اس عدالت نے 7 جولائی 1837 کے اسی خط کی تشریح کی اور اس نتیجے پر پہنچا کہ مدعا علیہ نے زمین یا کسی لینڈ ریونیو میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کی۔ شاہ، جسٹس نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا:

"چونکہ سالانہ الاؤنس محلوں کی خالص آمدنی کے چوتھائی حصے کے برابر ہوتا ہے، اس لیے مدعا علیہ کا حق زمین یا لینڈ ریونیو میں سود کی شکل حاصل نہیں کرتا۔ اس انتظام کے تحت پورا لینڈ ریونیو حکومت کو جمع کرنا تھا اور اس میں ہرنارن سنگھ اور ان کی اولاد کا کوئی مفاد یا ذمہ داری نہیں تھی۔ زمین

اور اس کی آمدنی کا حق چھوڑنے پر غور کرنے کے طور پر، مدعا علیہ اور اس کے آباؤ اجداد کو -/0-13-30,612 روپے کا الاؤنس دیا گیا تھا۔ الاؤنس ایک معنی میں زمین پر تخمینہ کردہ لینڈ ریونیو سے متعلق تھا، یعنی اسے لینڈ ریونیو کے فیصد کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن یہ فیصد محض ایک پیمانہ تھا، اور اس نے حق کے ماخذ کی نشاندہی کی جس کے بدلے الاؤنس دیا گیا تھا۔"

مدعا علیہ کے فاضل وکیل جناب اے وشونا تھ شاستری نے زور دیا کہ اس کی صحیح تشریح کی بنیاد پر 7 جولائی 1837 کے خط میں جمع شدہ رقم کو بانٹنے کا انتظام دکھایا گیا ہے۔ ہم ان کی دلیل سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم ریاست اتر پردیش بمقابلہ کنور شری تری و کرم نارائن سنگھ (1) کے معاملے میں اس عدالت کے استدلال اور نتیجے کو احترام کے ساتھ اپناتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ اس انتظام کے تحت مدعا علیہ کو زمین یا اس کے سلسلے میں ادا کی جانے والی زمین کے محصولات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اگر یہ طے شدہ انتظامات کی صحیح تشریح ہے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پنشن یا الاؤنس زرعی آمدنی ہے۔ زرعی آمدنی کی وضاحت ایکٹ کے دفعہ 2 میں اس طرح کی گئی ہے:

(1) "زرعی آمدنی" کا مطلب ہے:

(a) زمین سے حاصل ہونے والا کوئی کرایہ یا آمدنی جو زرعی مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور یا تو برطانوی ہندوستان میں لینڈ ریونیو کے طور پر تشخیص کی جاتی ہے یا ولی عہد کے افسران کے ذریعہ تشخیص اور جمع کردہ مقامی شرح کے تابع ہے:"

مہاراج کمار گوپال سرن نارائن سنگھ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ (2) میں حقائق یہ تھے کہ ٹیکس دہندگان نے اپنی جائیداد کے زیادہ تر حصے کے بارے میں بتایا تھا۔ منتقلی کے لئے غور کیا گیا، دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ، ٹیکس دہندگان کو تاحیات -/2,40,000 روپے کی سالانہ ادائیگی تھی۔ پریوی کونسل نے کہا کہ یہ سالانہ ادائیگی زرعی آمدنی نہیں ہے کیونکہ یہ زمین سے حاصل کردہ کرایہ یا آمدنی نہیں ہے بلکہ معاہدے کے تحت ادا کی جانے والی رقم ہے۔

پریوی کونسل نے انکم ٹیکس بہار اور اڑیسہ کے کمشنر بمقابلہ راجا بہادر کا کھیانا نارائن سنگھ اور دیگر
(3) میں لفظ 'اخذ شدہ' کو اس طرح سمجھا:

"لفظ "اخذ شدہ" آرٹ کی اصطلاح نہیں ہے۔ تعریف میں اس کا استعمال
در حقیقت مصنوعات کے نسب نامے کی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن جیسے
ہی مؤثر ذریعہ دریافت ہوتا ہے تفتیش بند کر دی جانی چاہئے۔ سودی درخت
میں زمین واقعی دوسرے درجے میں ظاہر ہوتی ہے، لیکن فوری اور مؤثر ذریعہ
کرایہ ہے، جسے ادائیگی نہ کرنے کے حادثے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور کرایہ
تعریف کے معنی کے اندر زمین نہیں ہے۔"

اس عدالت نے مسسز باچا ایف گزدار، بمبئی بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی (4) میں درج ذیل
مشاہدہ کیا:

"ایکٹ میں بیان کردہ زرعی آمدنی کا مقصد زرعی مقاصد کے لئے استعمال
ہونے والی زمین کے ساتھ براہ راست وابستگی کے ذریعہ حاصل ہونے والی
آمدنی سے مراد ہے اور اسے بالواسطہ طور پر ان معاملات میں توسیع دینا نہیں
ہے جہاں وہ آمدنی یا اس کا کچھ حصہ منافع کی تقسیم کے ذریعہ یا کسی اور طریقے
سے تبدیل ہوتا ہے۔ اسی طرح کا امتحان اس عدالت نے مہاراجہ دھیر جاسر
کا میٹور سنگھ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ (1) میں بھی اپنایا تھا اور
عدالت نے ایک بار پھر حق کے ذرائع کی طرف دیکھا تا کہ یہ طے کیا جاسکے کہ
آمدنی زرعی آمدنی ہے یا نہیں۔"

جسٹس شاہ نے کہا:

"درخواست گزار کا ان زمینوں میں کوئی فائدہ مند مفاد نہیں ہے جو ٹرسٹ کا
موضوع ہیں: اور نہ ہی ٹرسٹ کے تحت اسے یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اس آمدنی
میں کسی بھی فائدہ مند سود کے بدلے جائیداد یا اس کے کسی حصے کی آمدنی
حاصل کرے اور اسے اپنے لئے مناسب بنائے۔ اس حق کا منبع جس میں
ٹرسٹ کی خالص آمدنی کا ایک حصہ اپیل کنندہ کے ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے
کیونکہ اس کا معاوضہ زرعی زمینوں کا کرایہ یا آمدنی وصول کرنے کے حق میں

نہیں ہے، بلکہ ٹرسٹ کے انتظام کے لئے معاوضہ وصول کرنے کے معاہدے میں ہے۔ درخواست گزار کے ذریعہ معاوضہ کے طور پر مختص ٹرسٹ کی آمدنی اسے زمین کے کرایہ یا آمدنی کے طور پر وصول نہیں ہوتی ہے۔ واجب الادا معاوضے کے طور پر مختص آمدنی کا کردار دوبارہ وہی کردار نہیں ہے جس میں اسے درخواست گزار نے ٹرسٹی کے طور پر وصول کیا تھا۔ لہذا آمدنی کا منبع اور کردار دونوں اس وقت تبدیل ہو جاتے ہیں جب درخواست گزار ٹرسٹ کی آمدنی کا ایک حصہ اپنے معاوضے کے طور پر استعمال کرتا ہے، اور اس کے باوجود کہ معاوضے کی گنتی آمدنی کے فیصد کے طور پر کی جاتی ہے، جس کا ایک بڑا حصہ زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی زمینوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ جس جائیداد سے آمدنی حاصل کی گئی ہے اس میں قانونی یا فائدہ مند حق کے تحت زرعی زمینوں کے کرایہ یا آمدنی کے طور پر وصول نہ ہونے والا معاوضہ دفعہ 4(3)(viii) کے تحت مستثنیٰ آمدنی نہیں ہے۔"

پریوی کونسل کے فیصلوں اور مذکورہ بالا اس عدالت کے فیصلوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر اس معاملے میں یہ کہا جاتا ہے کہ الاؤنس یا پنشن کا ذریعہ 1837 میں طے شدہ انتظام ہے، تو آمدنی کو ایکٹ کے دفعہ 2(1)(a) میں تعریف کے معنی کے اندر زمین سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس معاملے میں آمدنی کا ذریعہ واضح طور پر وہ انتظام ہے جو 1837 میں طے کیا گیا تھا اور، لہذا، یہ زرعی آمدنی نہیں ہے جیسا کہ ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ مسٹر شاستری نے ان معاملوں میں اس بنیاد پر فرق کرنے کی کوشش کی کہ یہاں الاؤنس سال بہ سال مختلف ہوتا ہے۔ فرض کریں کہ الاؤنس سال بہ سال مختلف ہوتا ہے، آمدنی کا ذریعہ اب بھی انتظام ہے نہ کہ زمین۔

اگلا نکتہ جو اس معاملے میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا الاؤنس قابل ٹیکس آمدنی ہے۔ مسٹر شاستری کا کہنا ہے کہ یہ سرمائے کی وصولی ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ اگر ٹیکس دہندگان کے پیش رو کو متنازعہ زمینوں پر اپنا حق چھوڑنے کا معاوضہ مل جاتا تو یہ سرمائے کی وصولی ہوتی اور قابل ٹیکس نہیں ہوتی۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ یہ الاؤنس دراصل ان زمینوں کا مالکانہ حق چھوڑنے کے معاوضے کی ادائیگی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں

آمدنی کے معیار پر غور کرنا چاہیے نہ کہ اس کی مدت پر۔ انہوں نے کمشنر آف ان لینڈ ریونیو بمقابلہ ویسلین اور جنرل ایٹورنس سوسائٹی (1) میں وسکاؤنٹ سائمن کی تقریر سے مندرجہ ذیل اقتباس کا حوالہ دیا۔

"انکم ٹیکس سے متعلق قانون کے اطلاق میں اچھی طرح سے ثابت ہونے والی دو تجاویز کو دہرانا بہتر ہوگا۔ سب سے پہلے، متعلقہ فریقوں کی طرف سے لین دین کو دیا گیا نام ضروری طور پر لین دین کی نوعیت کا فیصلہ نہیں کرتا ہے۔ اگر ادائیگی واقعی ایک سالانہ ہے تو اسے قرض کہنا ٹیکس دہندگان کی مدد نہیں کرتا ہے، کسی شے کو سرمائے کی ادائیگی کہنے سے زیادہ اسے آمدنی کی ادائیگی کے طور پر سمجھا جائے گا اگر یہ اس کی حقیقی نوعیت ہے۔ سوال ہمیشہ یہ ہے کہ ادائیگی کا اصل کردار کیا ہے، نہ کہ فریقین اسے کیا کہتے ہیں۔"

لہذا انہوں نے ہمیں 7 جولائی 1837 کے خط میں 'پنشن' کے لفظ کو نظر انداز کرنے اور ادائیگی کے اصل کردار کا تعین کرنے کو کہا۔ وسکاؤنٹ سائمن کی تقریر کا ایک اور اقتباس بھی متعلقہ ہے۔ لارڈ سائمن نے کہا:

"دوسری بات یہ ہے کہ ایک ایسا لین دین جو اپنی حقیقی بنیاد پر ٹیکس سے بچ جائے، اس بنیاد پر قابل ٹیکس نہیں ہے کہ اسی طرح کا نتیجہ کسی دوسری شکل میں لین دین کے ذریعے لایا جاسکتا ہے جس پر ٹیکس لگے گا۔ جیسا کہ رولز کے ماسٹر نے موجودہ معاملے میں کہا: 'انکم ٹیکس کے سوالات سے نمٹنے میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کم از کم ایک خاص مالی نتیجہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ اگر ان طریقوں میں سے کوئی ایک اپنایا جائے تو ٹیکس واجب الادا ہوگا۔ اگر دوسرا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تو ٹیکس ادا نہیں کیا جائے گا۔ مالی نقطہ نظر سے خالص نتیجہ ہر معاملے میں بالکل ایک جیسا ہوتا ہے، لیکن اسے حاصل کرنے کا ایک طریقہ ٹیکس کو راغب کرتا ہے اور دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ ماضی میں ایسے معاملے سامنے آئے ہیں جہاں لین دین کا مادہ کہا جاتا ہے تاکہ عدالت کسی دستاویز کو اس طرح تیار کر سکے کہ ٹیکس کو راغب کیا جاسکے۔ مجھے امید ہے کہ مادہ کا یہ مخصوص نظریہ شکل سے مختلف ہے، آخر کار ڈیوک آف ویسٹ

منسٹر بمقابلہ کمشنر آف ان لینڈ ریونیو (2) کے معاملے میں ہاؤس آف لارڈز کے فیصلے سے واضح ہوا۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ جہاں ایک جائیداد کا مالک مستقل سالانہ کے لئے سرمائے کے اثاثے کا تبادلہ کرتا ہے، تو یہ عام طور پر اس کے ہاتھوں میں قابل ٹیکس آمدنی ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنی جائیداد کو قسطوں میں ادا کی جانے والی سرمائے کی رقم میں تبدیل کرتا ہے تو حیثیت مختلف ہوگی۔ جب قسطیں موصول ہوں گی تو وہ قابل ٹیکس آمدنی نہیں ہوں گی۔

مسٹر شاستری، پیرن بمقابلہ ڈکسن (1) پر بھروسہ کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ سالانہ آمدنی ہمیشہ آمدنی کے طور پر قابل ٹیکس نہیں ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے، لیکن اس معاملے میں ایسا کوئی مواد پیش نہیں کیا گیا ہے جو یہ ظاہر کرے کہ الاؤنس دراصل 1837 میں ٹیکس دہندگان کے پیشرو کے متنازعہ عنوان کی قیمت کی قسطوں میں ادائیگی تھی۔

نتیجتاً، ہم سمجھتے ہیں کہ الاؤنس ریونیو آمدنی ہے اور زرعی آمدنی کے طور پر ٹیکس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ لہذا، ہم اپیل کو قبول کرتے ہیں اور ہاں میں حوالہ کردہ سوال کا جواب دیتے ہیں۔ اپیل گزار کے اخراجات یہاں اور ہائی کورٹ میں ہوں گے۔

اپیل کی اجازت ہے۔